آغا خان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ

ایس ایس سی، سال دوم، جون 2015 پرچہِ اِسلامیات کے ای مارکنگ نکات

تعارف:

اس رپورٹ میں طلبہ کے ہر سوال کی کارکردگی پر عمومی تاثرات اور طلبہ کے جوابات کی چند مخصوص مثالیں، جو دیے گئے تاثرات کی توجیح کرتی ہیں، شامل ہیں۔ برائے مہربانی اس بات کو مدِ نظر رکھا جائے کہ یہ بیانیہ تاثرات ای مارکنگ سیشن سے جمع کیے گئے ہیں جو بہتر اور کمزور جوابات کے عمومی خیال کو ظاہر کرتے ہیں جبکہ، اس دستاویز میں شامل کیے گئے طلبہ کے جوابات دیے گئے تاثرات میں سے چند مخصوص مثالوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

ای۔ مارکنگ نوٹس:

یہ رپورٹ پرچے میں شامل ہر سوال پہ طلبہ کی کارکردگی پر ممتحنوں کی رائے اور طلبہ کی طرف سے دیے گئے جوابات کی چند مثالوں پر مشتمل ہے۔ یہ رائے طلبہ کی طرف سے دیے گئے اچھے اور کمزور جوابات کے بارے میں ای مارکنگ میں حصّہ لینے والے ممتحنوں کے مجموعی تاثر کی بنیاد پر مرتّب کی گئی ہے، لیکن یہ ذہن میں رہے کہ یہاں پیش کیے گئے طلبہ کے جوابات صرف مثال کے طور پہ دیے گئے ہیں۔

ایس ایس سی سال دوم (SSC II) اسلامیات کا پرچہ دوم چھے سوالات پر مشتمل ہے۔ سوال نمبر ایک (نصاب میں قرآن کے حصّے سے ہے) جس کے دو جُز (الف اور ب) ہیں اور سوال نمبر دو (نصاب میں حدیث کے حصّے سے ہے) کے بھی دو جُز (الف اور ب) ہیں۔ پرچے کے اس حصے میں CRQ کے ذریعے طلبہ کی لغوی اور گہری معنوی سمجھ بوجھ کے ساتھ ان کی استدلالی صلاحیت کی بھی جانچ ہوتی ہے۔ سوال نمبر تین اور چار موضوعاتی مطالعے کے حصّے سے لیے گئے ہیں۔ سوال نمبر پانچ مسلم ثقافتوں کے حصّے سے لیا گیا ہے یہ بھی CRQ میں شامل ہے۔ موضوعاتی مطالعے کے حصّے سے ERQ یعنی تفصیلی جوابات کے دو سوالات دیے گئے ہیں جن میں طلبہ کو کسی ایک سوال کے انتخاب کی سہولت حاصل ہے۔

اساتذہ اور طلبہ کو علم ہونا چاہیے کہ سوال ایسے انداز میں پوچھا جا سکتا ہے جس سے کسی SLO کے مطابق ان کی معلومات، سمجھ بوجھ اور علم کا اطلاق جو انہوں نے نصاب کی تکمیل کے دوران کیا ہے، اس کی بھی جانچ کی جا سکتی ہے۔

طلبہ کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ کسی بھی سوال کے دیے گئے مارکس / نمبرات دراصل جواب لکھنے کے لیے مہیا کی گئی جگہ کے مطابق ہوتے ہیں جو اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ مطلوبہ جواب کتنا طویل ہونا چاہیے۔ زیادہ مارکس / نمبرات کے حصول کے لیے غیر ضروری طوالت درکار نہیں۔ مخصوص جگہ سے زیادہ لکھنا دوسرے سوالات کے لیے دیے گئے وقت کو ضائع کرنے کا سبب بن سکتا ہے۔

طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ SLOs میں استعمال ہونے والے Command Words / کلماتِ امریہ سے واقف ہوں کیوں کہ یہی Command Words / کلماتِ امریہ سوالات میں بھی استعمال ہوتے ہیں ۔ اگرچہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ تمام سوالات میں Command Words / کلماتِ امریہ استعمال نہیں ہوتے اور کیوں، کیا اور کیسے، جیسے سوالیہ الفاظ بھی سوالات کا حصہ ہو سکتے ہیں۔

تفصیلی تاثرات:

سوال نمبر 1:

(الف)

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْماً غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۔۔۔۔ (سورۂ ممتحنہ آیت: 13)

درج بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے کن لوگوں سے دوستی کرنے کو منع کیا ہے نیز ہم کس طرح اس پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں؟ **تین نکات تحریر کیجیے۔**

بہتر جواب: طلبہ کی کثیر تعداد نے جوابات صاف اور واضح انداز میں دیے ساتھ ہی یہ وضاحت بھی کی کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں سے دوستی کرنے سے منع فرمایا ہے، اُمّتِ مسلمہ کس طرح اُن سے دور رہ کر اپنے دین کی حفاظت کر سکتی ہے۔ اس میں کفّار اور منافقین دونوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ آیت کے مطابق آخرت کو نہ ماننے والوں کو بھی واضح کیا گیا ہے۔

مثال:

مندرجہ بالا آیت میں ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کیا گیا ہے جو اُمّتِ مسلمہ کی خُفیہ باتیں جاننے کے متلاشی رہتے ہیں یعنی جو کافر و منافقین ہیں۔ ان سے بچنے کے لیے ہمیں درجِ ذیل پر عمل کرنا چاہیے۔

1) اپنے راز و خفیہ باتیں انہیں نہ بتائیں (جو دینِ اسلام سے منسلک ہو)

2) ان سے اپنی منصوبہ بندی یا کسی بھی پلان کے بارے میں ذکر نہ کریں۔

3) ان سے اتنا زیادہ میل جول نہ کریں اور گفتگو کرنے سے پرہیز کریں۔

4) ان کو اپنی تقریبات میں شامل نہ ہونے دیں۔

ناقص جواب: بعض طلبہ نے جوابات مکمل اور غیر واضح تحریر کیے جو سوال کے درست جواب میں شمار نہیں ہو سکتے ہیں۔ کن لوگوں سے دوستی سے منع کیا گیا ہے، وضاحت نہیں کی گئی۔ اُمّتِ مسلمہ اس پر کیسے عمل پیرا ہو سکتی ہے اس کی بھی وضاحت نہیں کی گئی۔ لہٰذا اس سوال سے متعلق بعض طلبہ کی معلومات ناقص نظر آتی ہیں۔

مثال:

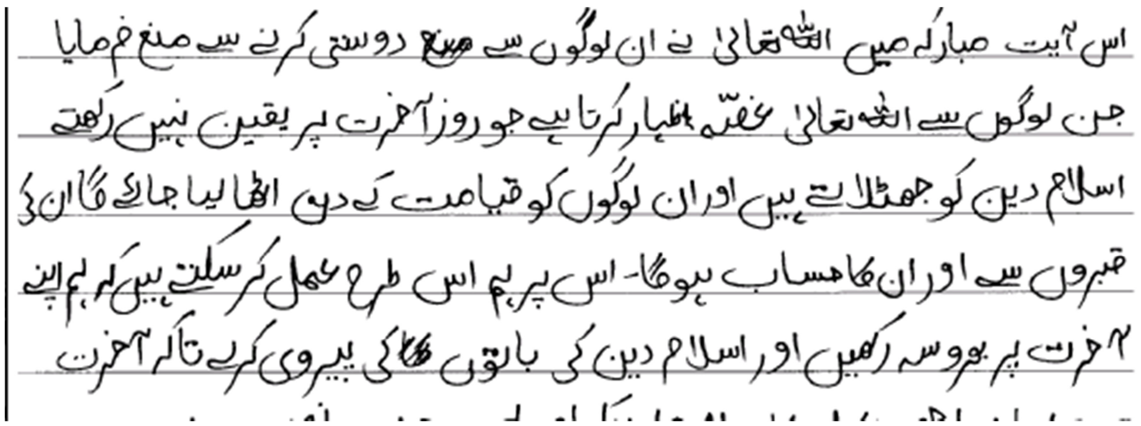
اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے منع دوستی کرنے سے منع فرمایا
جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ غصے کا اظہار کرتا ہے جو روز آخرت پر یقین نہیں رکھتے
اسلام دین کو جھٹلاتے ہیں اور ان لوگوں کو قیامت کے دن اٹھا لیا جائے گا ان کی
قبروں سے اور ان کا حساب ہوگا۔ اس پر ہم اس طرح عمل کر سکتے ہیں کہ ہم اپنے
آخرت پر بھروسہ رکھیں اور اسلام دین کی باتوں کا کی پیروی کرے تاکہ آخرت

(ب)

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔ (سورۂ احزاب آیت: 37)

درج بالا آیت میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے اللہ تعالیٰ نے جو باتیں بیان کی ہیں۔ **تین نکات** میں ان کی وضاحت کیجیے۔

بہتر جوابات: اکثر طلبہ نے اس سوال کو بہ خوبی سمجھا اور اپنی معلومات کی روشنی میں وہ تمام باتیں مکمل اور صحیح انداز میں تحریر کیں جو قرآنِ مجید میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بتائی گئی ہیں۔

مثال:

(i) حضرت زیدؓ حضورؐ کے منہ بولے بیٹے تھے۔ (ii) اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت زیدؓ نے نکاح کیا اور پھر اپنی زوجہ کو طلاق دیدی۔ (iii) چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زیدؓ کو تمام مسلمانوں کے لیے ایک مثال قائم کرنا تھا، اور یہ حکم نافذ کرنا تھا، اس لیے حضرت زیدؓ کی طلاق یافتہ عدت پوری کرنے کے بعد حضورؐ کے نکاح میں آئیں۔ تاکہ یہ حکم تمام مسلمانوں پر واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے انکے پالکوں کی بیویاں، جبکہ وہ انہیں طلاق دے چکے ہوں، حلال کردی ہیں۔

ناقص جواب: طلبہ کی کچھ تعداد نے سوال کے مطابق حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں قطعی لاعلمی کا اظہار کیا جبکہ سورۂ احزاب میں اُن کے بارے میں کئی احکامات واضح انداز میں دیے گئے ہیں مگر پرچے کی تیاری میں لاپرواہی کا عنصر نظر آتا ہے۔

مثال:

درج بالا آیت میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی المومنین ہے یعنی تمام مسلمانوں کے علی ہے۔

سوال نمبر2:

(الف)

مَنْ تَخَطّٰی رِقَابَ النَّاسِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِتَّخَذَ جَسْرًا اِلٰی جَھَنَّمَ۔(حدیث:13)

اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا تَاْتُوْھَا تَسْعَوْنَ وَاْتُوْھَا تَمْشُوْنَ وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَۃُ فَمَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا۔

(حدیث:14)

نشان دہی کیجیے کہ درج بالا دونوں احادیث میں کس عمل کی طرف اشارہ ہے اور اس عمل کی اہمیت بیان کیجیے۔

بہتر جواب: اکثر طلبہ نے سوال کو بخوبی سمجھا اور حدیث کے مطابق اپنا جواب تحریر کیا اس جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلبہ نے ان احادیث کو سمجھا اور اس کا بہ غور مطالعہ کیا ہے۔ طلبہ کی کثیر تعداد نے تحریر کیا کہ کہ نماز کے لیے دوڑتے ہوئے نہیں آنا چاہیے اطمینان اور سکون کے ساتھ آنا چاہیے۔ جواب سے متعلق تمام نکات درست اور بہتر انداز میں تحریر کیے گئے۔

مثال:

درج بالا دونوں احادیث میں نماز کے لیے اور تکبیرِ اولیٰ میں شامل ہونے
کے لیے وقت پر [redacted] مسجد میں پہنچنے کی طرف اشارہ ہے۔ اور جمعہ
کے دن لوگوں کی گردنوں پر سے پھلانگ کر جانے سے منع کیا ہے، اور نماز
کے لیے دوڑتے ہوئے آنے سے منع کیا ہے کیونکہ یہ عمل آدابِ مجلس،
آدابِ انسانیت اور [redacted] مسجد کے آداب کے خلاف ہے۔ اس عمل کی
اہمیت یہ ہے کہ ہم بہت بڑے گناہ سے بچ سکتے ہیں اور آداب کو قائم رکھ سکتے
ہیں۔

ناقص جواب: بعض طلبہ نے لفظ جمعہ پڑھ کر جمعے کی اہمیت اور فضیلت کو واضح کرنے کی کوشش کیے۔ دونوں احادیث کو سمجھا نہیں گیا اور نہ ہی موازنہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ بلکہ جمعے کی نماز کی اہمیت بتانے پر ہی اکتفا کیا گیا اور سوال کے مطابق جواب نہیں ل دیا گیا اور طلبہ کی کچھ تعداد نے نماز، جھوٹ اور نافرمانی جیسے اعمال کا ذکر کر کے عمومی انداز میں سوال کا جواب دیا۔ جس سے طلبہ کی لاپرواہی کا عنصر نمایاں نظر آتا ہے۔

مثال:

اس احادیث میں یہ بتایا جارہا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے والدین کی
نافرمانی کرتے ہیں اور ان کا کہنا نہیں مانتے اور اللہ تعالیٰ نے جس
بات کا حکم دیا ہے اس پر اعمال نہیں کرتے اور نماز قائم نہیں کرتے
اور جھوٹ بولتے ہیں وہ لوگ جہنم میں جائیں گے یہ وہ لوگ ہیں
جنہیں اللہ کا کوئی خوف نہیں وہ صرف دنیاوی [illegible] میں لگے
ہیں اور یہی لوگ جہنم میں جائیں گے۔

(ب)

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ إِيْمَاناً وَّاِحْتِسَاباً غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔(حدیث:15)

درج بالا حدیث کی روشنی میں بتایئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں انسانوں کے گناہ کس طرح معاف ہوسکتے ہیں؟

بہتر جواب: زیادہ تر طلبہ نے اس سوال کے جوابات حدیث کی روشنی میں سوال کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے جواب تحریر کیے جس سے طلبہ کی معلومات کی عکاسی ہوتی ہے۔ حدیث کے معنی و مفہوم کو سمجھ کر یہ بھی تحریر کی کہ اس کا اطلاق ایک روزے دار کی زندگی پر کیا ہو سکتا ہے اور وہ کس طرح ایک نیک بندہ بن سکتا ہے۔ لہٰذا جواب مفصّل اور حدیث کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے تحریر کیے گئے جوابات کا متن عمدہ اور سوال کے عین مطابق ہے۔

مثال:

اس حدیث میں ہمیں بتایا جا رہا ہے کہ جس شخص نے رمضان کے
روزے ایمان اور اجر کی نیت سے رکھے اور قیام اللیل کیا تو اُس
کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ اس حدیث سے ہمیں یہ اندازہ
ہے کہ ہمیں بھی رمضان کے روزے اجر اور ثواب کی نیت سے رکھنے چاہئیں
اور راتوں کو قیام کرنا چاہیے تاکہ ہمارے گناہ معاف ہو جائیں اور ہمیں
برائی سے دور رہ کر نماز پڑھنی چاہیے اور نیک کام کرنا چاہئے تاکہ گناہ معاف ہو جائے

ناقص جواب: طلبہ کی قلیل تعداد کے جوابات سے کمزور جوابات کی مثالیں اس بنا پر قرار پائیں کہ اُن میں طلبہ نے حدیث کے معنی و مفہوم کو سمجھے بغیر جوابات تحریر کیے۔ گناہوں کی معافی کس طرح ممکن ہے اس کے متعلق کوئی نکتہ نہیں لکھ سکے۔

مثال:

درج بالا حدیث میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ روزہ رکھنے سے مراد
بھوکا رہنا نہیں ہے بلکہ بھوکا رہ کر اللہ اور اس کے رسول (ص) کی اطاعت
کرنا ہے ہر قسم کی برائی سے دور رہنا ہے۔ اللہ کے بتائے ہوئے
حکم پر عمل کرنا ہے اس روزے کی حالت میں اللہ سے اپنے گناہوں کی
معافی طلب کرنا ہے اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے روزے کی
حالت میں صبر و تحمل سے کام لینا ہے ان تمام چیزوں کی بنیاد پر ہم
اللہ کو راضی کر سکتے ہیں اور اُس سے اپنے گناہوں کی معافی بھی طلب
کر سکتے ہیں بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے

سوال نمبر 3:
وضو اور غسل کے **چار** فوائد تحریر کیجیے۔

بہتر جواب: اکثر طلبہ نے سوال کو بخوبی سمجھا اور اپنی عملی زندگی میں اس کے اطلاق کے مطابق عمدہ جوابات تحریر کیے۔ وضو اور غسل دونوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے جواب تحریر کیے گئے۔ جو سوال کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔

مثال:

(۱) غسل کرنے سے انسان کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔
(۲) وضو و غسل کرنے سے انسان کو ذہنی اور جسمانی سکون ملتا ہے۔
(۳) وضو و غسل سے عبادت میں لطف آتا ہے جس کی وجہ سے عبادات قبول ہوتی ہیں
(۴) طہارت اختیار کرنے سے/وضو و غسل کرنے سے کام کرنے کی صلاحیت بڑھتی ہے۔

ناقص جواب: طلبہ کی بہت کم تعداد ایسی ہے جس نے سوال کو سمجھے بغیر جوابات لکھے ہیں۔ وضو اور غسل کے فوائد کے ساتھ اہمیت اور فضیلت کو بھی شاملِ جواب کیا لیکن ثواب اور گناہوں کی معافی کے بارے میں کچھ نہیں لکھا گیا۔

مثال:

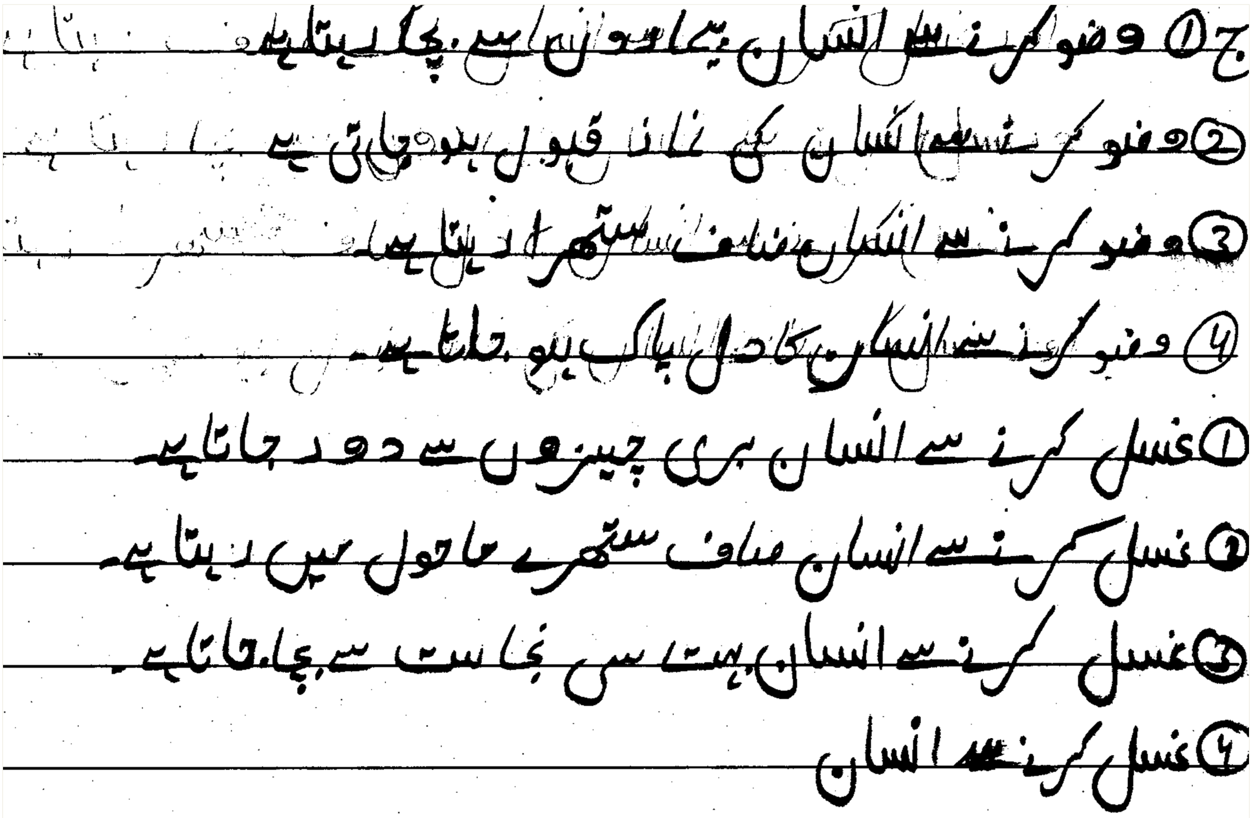
ج ① وضو کرنے سے انسان بیماریوں سے بچا رہتا ہے
② وضو کرنے سے انسان کی نماز قبول ہو جاتی ہے
③ وضو کرنے سے انسان صاف ستھرا رہتا ہے
④ وضو کرنے سے انسان کا دل پاک ہو جاتا ہے
① غسل کرنے سے انسان بری چیزوں سے دور جاتا ہے
② غسل کرنے سے انسان صاف ستھرے ماحول میں رہتا ہے
③ غسل کرنے سے انسان بہت سی نجاست سے بچ جاتا ہے
④ غسل کرنے سے انسان

سوال نمبر4:

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ۔" اُن دونوں کو اُف تک نہ کہنا اور نہ ہی انہیں جھڑکنا اور اُن سے نرمی سے بات کرنا اور عجز و نیاز سے اُن کے آگے جھکے رہو اور ان کے حق میں دُعا کرو کہ اے پروردگار جیسا اُنھوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی اُن کے حال پر رحم فرما۔"

(سورۂ بنی اسرائیل آیت 23۔24)

درج بالا قرآنی آیت کے ترجمے کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے یہ بتایئے کہ بہ حیثیت اولاد آپ اپنے والدین کے حقوق کس انداز میں ادا کر سکتے ہیں؟ اپنی بات کی وضاحت **چار** نکات میں کیجیے۔

بہتر جواب: اکثر طلبہ کے جوابات سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلبہ والدین کے حقوق سے بہ خوبی واقف ہیں اسی وجہ سے اس سوال کا طلبہ کی اکثریت نے عمدہ اور واضح جواب تحریر کیا ہے۔ نصاب سے ہٹ کر اپنی عملی زندگی میں بھی وہ اس کا اطلاق چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جواب بہت بہتر اور عمدہ لکھے گئے ہیں۔ جوابات سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلبہ نے اپنے مشاہدے اور تجربے کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے نکات تحریر کیے ہیں۔

مثال:

(1) بحیثیت اولاد میں اپنے والدین کی فرمانبرداری کرکے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرکے ان کا یہ بنیادی حق ادا کر سکتی ہوں۔

(2) میں ان کی خدمت کرکے اور نرم لہجے میں بات کرکے ان کے ~~حقوق~~ کا حق ادا کر سکتی ہوں۔

(3) میں انہیں اپنا کچھ وقت دے کر ان کے ساتھ بات کرکے ان کا حق ادا کر سکتی ہوں

(4) میں ان کی عزت کرکے اور ان کا سر فخر سے اونچا کرکے ان کے حقوق ادا کر سکتی ہوں۔

ناقص جواب: طلبہ کی بہت کم تعداد نے اس سوال کا جواب نہیں لکھا۔ اور جن طلبہ نے جواب لکھا۔ سوال سے بالکل ہٹ کر تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ طلبہ نے اس کو غور سے پڑھا ہی نہیں ہے۔ والدین کے حقوق کے بارے میں اپنی معلومات تحریر نہ کر سکے۔

مثال:

1) ہماری پیدائش سے ہمارے والدین کے ہم پر بہت احسانات ہوتے ہیں ماں ہمیں دودھ پلاتی ہے (2) والد ہماری اچھی پرورش کے محنت کرتا ہے (3) ہمیں اپنے والدین کی ہر بات ماننی چاہیے اور ہر وقت انکی خدمت کرنی چاہیے۔ (4) والدین دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہوتے ہیں۔

سوال نمبر5:

سیّد امیر علی کی کوئی چار علمی اور ادبی خدمات بیان کیجیے۔

بہتر جوابات: طلبہ کی اکثریت کے تحریر کردہ جوابات واضح اور مکمل ہیں اور سیّد امیر علی کی خوبیوں اور علمی اور ادبی خدمات کا احاطہ کرتے ہوئے جوابات تحریر کیے گئے ہیں۔ طلبہ کی ذہنی صلاحیتوں کا عمدہ اظہار ان کے تحریر کردہ جوابات میں نظر آتا ہے سوال کو سمجھ کر طلبہ نے اپنی معلومات کو استعمال کرتے ہوئے بہتر جواباتس تحریر کیے ہیں۔

مثال:

سید امیر علی ایک قانون دان اور محقق تھے انھوں نے بہت
سے علمی اور ادبی خدمات انجام دیں ہیں انھوں نے
دین اسلام کے لیے بہت سے خدمات انجام دیئے انھوں
نے بہت سی کتابیں بھی لکھیں جس میں سے ان کی مشہور
کتابیں یہ ہیں "تاریخ اسلام" اور "امیرٹ آف اسلام"۔ انھوں
نے ملک سے باہر بھی بہت سے کام انجام دیئے جیسے ہیڈ آف
جج مقرر ہوئے باہر ممالک میں انھیں "سر" Knight نام کا
اعزاز ملا اور آپ لندن میں ہی وفات پا گئے۔

ناقص جواب: سیّد امیر علی کے بارے میں بعض طلبہ نے لاعلمی کا اظہار کیا ہے اور تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ طلبہ نے تیاری میں قطعی دلچسپی نہیں لی ہے اور نہ ہی سوال کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔

مثال:

① سید امیر علی کا د... ایک ... فلسفہ میں لکھی

سوال نمبر6:

(الف) آپ کے خیال میں صبر کی کیا اہمیت ہے؟ نیز بتائیے کہ اسلامی تعلیمات میں صبر کی ترغیب کیوں دی گئی ہے؟ اپنے جواب میں ایک قرآنی آیت کا حوالہ شامل کیجیے۔

بہتر جواب: اکثر طلبہ نے بڑی فصاحت سے سوال کے متن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بہترین جواب تحریر کیے جن میں قرآنی آیات کے حوالے سے صبر کی اہمیت ثابت کی گئی ہے، تاریخی مثالیں بھی دی گئی ہیں اور عملی زندگی میں اس کے اطلاق اور ترغیب کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔اس سوال کے جوابات بہتر انداز میں تحریر کیے گئے ہیں۔ طلبہ نے عام پہلوؤں کا قرآنِ مجید کے حوالوں کے ساتھ جائزہ لیا ہے اور اس پر اپنی رائے کا اظہار بڑی عمدگی سے کیا ہے۔

مثال:

صبر ہم برداشت کرنے کو کہتے ہیں۔ صبر ایک انسان میں ہونا بہت
ضروری ہے جس انسان میں صبر ہوتا ہے وہ بڑی سے بڑی مشکلات کا
سامنا کر سکتا ہے صبر سے ہم اللہ کا قرب حاصل کر سکتے ہیں اور اسلامی
تعلیمات میں صبر کی اہمیت بہت ہے کیوں کہ ہمیں اپنی زندگی میں بہت سی
مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان مشکلات سے لڑنے کے لیے اس
صبر کے کا دامن تھامنے کی ضرورت پڑتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ
بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے" انسان کا صبر کبھی بھی ضائع نہیں
جاتا اسے کبھی نہ کبھی اس کا اجر ضرور ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو اپنے
پیارے بندوں کا صبر آزماتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ " صبر ایک روشنی
ہے" اور یہ بہت ہی کم لوگوں میں ہوتی ہے۔ صبر کی سب سے بہترین مثال
آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے صبر کا دامن نہیں چھوڑا اور اس سے
یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اللہ اپنے قریبی بندوں کو آزماتا ہے حدیث مبارک
ہے کہ اللہ جس سے خیر کی توقع کرتا ہے اس سے دنیا میں ہی انتقام لے لیتا
ہے اور جس سے شر کی توقع رکھتا ہے اُس سے آخرت میں انتقام لیتا ہے۔
قرآنی آیت ہے کہ اور مصیبت میں صبر سے کام لو بے شک یہ بڑے عزم کا کام ہے۔

ناقص جواب: طلبہ کی قلیل تعداد نے اسلامی تاریخ سے صبر کی مثالیں پیش کیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ طلبہ صبر کی اہمیت سے واقف ہیں مگر سوال کے مفہوم کو پوری طرح نہیں سمجھا گیا اور سوال کے مطابق جواب تحریر نہیں کیے گئے اور نہ ہی قرآنی آیت کا حوالہ دیا گیا۔

مثال:

صبر کے لغوی معنی برداشت کرنا کے ہیں۔ صبر کرنے سے انسان کے اندر
برداشت قوت بڑھتی جاتی ہے۔ ہمیں ہر مشکل وقت میں صبر و تحمل سے کام
لینا چاہیے۔ ہمیں کبھی بھی مشکل وقت میں جلد بازی سے فیصلہ نہیں لینا
چاہیے۔ کیونکہ جلدی بازی میں کوئی فیصلہ لینا ہمارے لیے نقصان دہ بھی
ہو سکتا ہے۔ جب بھی کوئی مشکل وقت آتا ہے تو اُس وقت اللہ تعالیٰ ہمارا
امتحان لے رہے ہوتے ہیں اور اگر ہم نے اس امتحان میں صبر سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ
اُس انسان سے بہت خوش ہوتے ہیں اور اس پر اپنی رحمتیں برساتے ہیں۔
روزہ رکھنے سے ہمارے اندر صبر کی قوت بھی بڑھتی ہے۔ کیونکہ
ہمیں روزہ رکھنے کے بعد روزہ کھولنے تک کا انتظار کرنا پڑھتا ہے۔

(ب)

ایک خاندان کے افراد میں اچھے تعلقات کس طرح استوار ہو سکتے ہیں؟ تین مثالوں کے ذریعے وضاحت کیجیے۔

بہتر جواب: طلبہ کی اکثریت نے سوال کو سمجھ کر بہتر انداز میں خاندان کی وضاحت کی اور پھر خاندان سے اچھے تعلقات کس طرح استوار ہو سکتے ہیں اس کا جائزہ بھی لیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پسند و ناپسند کی وضاحت کی۔ بہتر جواب میں تین مثالوں کے ذریعے پوچھے گئے نکات کی وضاحت بھی کی گئی۔

مثال:

اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق سے زیادہ اہمیت حقوق العباد کو دی ہے۔ خاندان کا ہر فرد اگر اپنے فرض اور
دوسروں کے حقوق ایمانداری سے ادا کرے تو ایک بہترین خاندان تشکیل پائے گا۔ ایک عورت سے
صرف ایک رشتہ نہیں جڑا ہوتا بلکہ وہ کسی کی ماں، بیٹی، بہو، بیوی، بہن، نند، پھپھو، خالہ،
بھابھی، مامی، چاچی اور جیسے جیسے وقت گزرتا ہے اس سے اور رشتے بھی جڑتے چلے جاتے ہیں۔
اس کے لیئے سارے ہی رشتے اہم ہوتے ہیں لیکن سب سے انمول رشتہ ماں کا اس کی اولاد سے ہوتا ہے
ایک ماں کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرے اس کو اچھا انسان بنائے اچھے برے کی تمیز
سکھائے تاکہ وہ اچھا انسان بنے۔ ایک اچھا رشتہ صرف ایک فرد کا اپنے فرائض پورے کرنے سے نہیں بنتا بلکہ دوسرے
کو بھی اسے خوش رکھنا چاہیئے۔ جیسے کہ اولاد کو بھی چاہیئے کہ والدین کا خیال رکھیں، بڑھاپے میں ان کا سہارا
بنیں ان کی خواہشات کو پورا کریں اس طرح ایک اچھا اور سچا رشتہ جنم لیتا ہے اسی طرح بیوی کا اس کے
شوہر کے ساتھ کا رشتہ جس کی بنیاد محبت ہے۔ بیوی اپنے شوہر کو خوش رکھے اس کی پسند ناپسند کا خیال
رکھے صحت کا خیال رکھے اپنی طرف سے شوہر کو کسی پریشانی میں نہ ڈالے اور زندگی بھر ساتھ نبھائے شوہر کو بھی
چاہیئے کہ بیوی کا خیال کرے اس کی خواہشات کو پورا کرنے کی کوشش کرے اور ہر لحاظ سے خوش رکھے
عورت جب اپنا گھر چھوڑ کر سسرال آتی ہے تو ساس کو چاہیئے کہ اسے پیار کریں اپنی بیٹی کی طرح سمجھیں نہ
کہ اس کو نوکرانی بنا دیں۔ اور بہو کو بھی چاہیئے کہ انھیں ماں کا درجہ دیں کیونکہ اب یہی اس کا گھر ہے

ناقص جواب: یہ سوال معاشرتی زندگی میں عملی طریقے اور رہن سہن سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن بعض طلبہ نے سوال کو مکمل طور پر نہیں سمجھا اور نہ ہی وضاحت کی۔ صرف حقوق کی فراہمی لکھ کر جواب کو کافی سمجھا گیا۔ ایسے جوابات کی تعداد بہت کم تھی جن میں حقوق کیسے پورے کیے جائیں اور کیا حقوق ہیں وغیرہ کی وضاحت کی گئی ہو۔

مثال:

ایک خاندان کے افراد کے تعلقات اس طرح استوار ہو سکتے ہیں کہ
وہ اگر اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی حقوق کا خاندان میں خیال رکھیں